مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل عیدالاضحی اور قربانی کے مسائل

۱۔ عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ماہ کے پہلے دس دن بہت عظیم المرتبہ ہیں۔ (اس طور سے) کہ ہر دن کے روزوں کے بدلے اللہ تعالےٰ ایک سال کے روزوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اور ہر رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے ثواب کے برابر بخشتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

۲۔ عرفہ کے روزے کی فضیلت:۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کے دن) کا روزہ رکھنے والے کے لیے اللہ تعالےٰ دو برس کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ ایک سال گزشتہ کا گناہ اور ایک سال آئندہ کا گناہ (صحیح مسلم شریف)

ایک روایت میں ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے کو ایک ہزار دن کے روزوں کا ثواب ملتا ہے (سنن کبریٰ بیہقی)

۳۔ نماز عیدالاضحیٰ:۔ مرد اور عورت غسل کر کے اچھا صاف ستھرا اور اگر ممکن ہو تو نیا لباس پہن کر (مرد خوشبو بھی لگا کر) بغیر کچھ کھائے عیدگاہ جائیں "بخاری و مسلم شریف"۔

عیدگاہ میں مقررہ وقت پہ پہنچ جائیں آفتاب ایک نیزہ (بانس برابر) آجائے تو نماز ادا کرلی جائے۔ (بخاری شریف)

راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہوئے جائیں۔ اور تکبیر پڑھتے ہوئے دوسرے راستے سے واپس آئیں۔ اس کے بعد قربانیاں کی جائیں۔

۴۔ قربانی کی فضیلت:۔ اسلام کے ہر عمل میں خلوص نیت شرط ہے اگر نیت مخلصانہ ہے تو قربانی بہت بڑے اجر و ثواب کا عمل ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (بکل شعرۃ حسنۃ) یعنی قربانی کے جانور کے ہر ہر بال اور ہر ہر روئیں کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور فرمایا (ما عمل ابنِ آدم من عملٍ یوم النحر احب الی اللہِ من اھراق الدم) یعنی عید قربان کے دن قربانی سے زیادہ پیارا کوئی عمل نہیں (یہ دونوں روائتیں مشکوٰۃ باب الاضحیہ میں موجود ہیں۔

۵۔ قربانی کی تاکید:۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کان لہ سعۃ ولم یضحِ فلا یقربن

مصلانا) ابن ماجہ وکذا فی الدرایۃ یعنی جو شخص قربانی کر سکتا ہے، پھر بھی نہیں کرتا وہ ہمارے ساتھ عیدگاہ میں نہ آئے۔ انصاف یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ معصوم تھے اور جن کو جنت کی بشارت دنیا ہی میں مل چکی تھی۔ پھر بھی آپ ہر سال قربانی کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

تو ما و شما کو قربانی کی تاکید اس قدر کیوں نہ ہو۔ بحالیکہ ہم نہ معصوم ہیں اور نہ ہمیں جنت کی بشارت ملی علاوہ ازیں مضبوط و محکم دلائل کی رو سے اہلِ استطاعت کے لیے قربانی وجوب میں درجہ تک پہنچی ہے (بدولدالاہلہ)

۶۔ **سودی قرض**:۔ سودی قرض لے کر قربانی کرے گا۔ تو قربانی نامقبول ہوگی (موطا ص۸۵)

۷۔ **جانور کیسا ہونا چاہیے؟**:۔ جانور تمام عیبوں سے سالم، فربہ و تندرست ہونا چاہیے۔ جو جانور لنگڑا یا کانا ہو اس کے کان کٹے یا اوپر یا نیچے سے چڑے ہوئے ہوں۔ یا سینگ ٹوٹی ہوئی ہو، یا بہت دُبلا ہو۔ تو ایسا جانور قربانی کے لیے خرید نہ کیا جائے (ترمذی و ابوداؤد وغیرہ) البتہ اگر قربانی کا جانور صحیح سالم لایا گیا ہو۔ بعد میں کوئی نقصان پہنچ جائے تو کچھ ہرج نہیں اس کی قربانی جائز ہے۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا۔ اس پر بھیڑیے نے حملہ کیا۔ اس کی ایک ٹانگ کا گوشت کھا لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے مسئلہ پوچھا کہ اس کی قربانی درست ہوگی یا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا "ضح بہ" یعنی تم اس کی قربانی کرو (منتقیٰ ابواب الاضاحی ص۳۲ ج۱)

۸۔ **قربانی کا مقرر شدہ جانور**:۔ قربانی کے لیے مقرر کیا ہوا جانور نہ بیچے اگرچہ اس کی قیمت سے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنے کی نیت ہو۔ (مسند احمد) حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک بختی اونٹ قربانی کے لیے مقرر کیا۔ اس کے بعد اس کی قیمت تین سو اشرفی ملتی ہے کیا میں اسے بیچ کر اس کے معاوضہ میں دوسرا اونٹ قربانی کے لیے خرید لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لا انحرھا ایاھر یعنی نہیں۔ اسی کو ذبح کرو (ابوداؤد) قربانی کے لیے مقرر شدہ جانور کا تبادلہ بھی دوسرے جانور سے جائز نہیں ہے (تلخیص)

۹۔ **بدست خود**:۔ قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا افضل ہے اگر یہ نہیں تو کم از کم ذبح کے وقت اپنی قربانی کے پاس موجود رہے (ملاحظہ ہو فتح الباری پارہ ۲۳ صفحہ ۳۲۱ و نووی شرح مسلم جلد ثانی ص۱۵۶)

۱۰۔ **قربانی کے جانور کی عمر**:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان) رواہ مسلم (یعنی قربانی میں صرف مسنہ ہی ذبح کیا کرو، لیکن اگر مسنہ نہ ملے تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرو۔ مسنہ کے معنی ہیں دو دانت والا (ملاحظہ ہو مجمع البحار جلد ثانی ص۱۴۸)

فتح باری پ ۲۳ ص ۳۲۸ ، جب بکرا بکری اگھائے ، بیل، دو دانت والے ہو جائیں ۔ خواہ دو برس کے بعد دو دانت کے ہوں یا اس سے کم و بیش میں دو دانت والے ہوں تب یہ جانور قربانی کے لائق ہوتے ہیں ۔ ہاں اگر ایسا دو دانت والا جانور اپنی غفلت کی وجہ سے وقت پر نہ مل سکے تو بھیڑ کا جذعہ قربانی میں کر سکتے ہیں ۔ جذعہ اس مینڈھا یا بھیڑ کو کہتے ہیں ۔ جو پورے ایک سال کا ہو ۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ الجزعۃ من الضان ما اکمل السنۃ وھو قول الجمھور (فتح الباری پارہ ۲۳ ص ۳۲۴) پوری تفصیل کے لیے رسالہ تحقیق زسنہ مؤلفہ خاکسار ملاحظہ فرمائیے ۔

۱۱ - ذبح کرنے کا مسنون طریقہ :- زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں منیٰ سے گزر رہا تھا ۔ یکایک میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کو اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ بتا رہے تھے ۔ وہ شخص اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا تو آپ نے اس کو فرمایا ابعثھا قیامہ مقیدۃ سنۃ محمدؐ) یعنی اونٹ کو کھڑا کر کے پاؤں چاروں باندھ کر حنجرہ حلقوم میں برچھی گھسانا چاہیے ۔ یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔ مسند احمد جلد دوم ص ۳۱) اور بھیڑ اور بکری وغیرہ کو پہلو کے بل لٹا کر ذبح کرنا مسنون ہے رسبل السلام جلد چہارم ص ۹۲)

۱۲ - ہر سال مسلسل قربانی کرنی چاہیے :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین یضحی) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس برس تک مدینہ شریف میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے (مسند احمد جلد دوم ص ۳۹)

۱۳ - دودھ دینے والے جانوروں کو ذبح نہ کیا جائے ۔ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذبح ذوات الدر) رسول اللہ علیہ وسلم نے دودھ والے جانوروں کو ذبح کرنے سے منع فرمایا (منتخب کنز العمال جلد دوم ص ۲۱۵)

۱۴ - بہترین قربانی کون سی ہے ؟ (ان افضل الضحایا اغلاھا واسمنھا) یعنی بہترین قربانی اس جانور کی ہے جو سب جانوروں میں قیمتی اور فربہ ہو ۔ (منتخب کنز العمال جلد دوم ص ۳۷۵)

۱۵ - قربانی بحالت سفر :- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ فی السفر یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں بھی قربانی کی (منتخب کنز جلد دوم ص ۳۷۶

۱۶ - قربانی کی مدت :- عن جبیر بن مطعم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل ایام التشریق ذبح " رواہ احمد " حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام تشریق کل کے کل قربانی کے دن ہیں ۔

قد استدلال بالحدیث علی ان ایام التشریق کلھما ایام ذبح وھی یوم النحر وثلاثۃ ایام بعدہٗ۔ کذالک روی فی "الھدی" عن علی انہ قال ایام التشریق یوم الاضحیٰ وثلاثۃ ایام بعدہٗ وکذا حکاہ النووی عنہ فی شرح مسلم (نیل الاوطار جلد ۵ ص ۱۲۵) یعنی اسی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ کل ایام تشریق ایام ذبح کے ہیں اور ایام تشریق یوم النحر اور اس کے بعد والے تین دن ہیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے "ہدی" کے بارے میں روایت ہے کہ ایام تشریق یوم الاضحیٰ (دسویں ذی الحجہ) اور اس کے بعد والے تین دن ہیں اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (بحوالہ نیل) اسی طرح حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تک کے لیے قربانی کا جواز اور حکم شرعی ہونا بتلایا ہے (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۴۵)

۱۷۔ قربانی کی دُعا:۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک۔ یہ دُعا ذبح سے پہلے پڑھے۔ پھر بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر جانور کو پہلو کے بل قبلہ رُخ لٹا کر تیز چھری سے ذبح کرے۔

۱۸۔ قربانی کا چمڑا:۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت قصاب کو اُجرت میں نہیں دینا چاہیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ ان اقسم لحومھا وجلودھا وجلا لھا علی المساکین ولا اعطی فی جذارتھا شیأً) بخاری شریف" یعنی گوشت اور چمڑا مسکینوں کو تقسیم کر دو۔ اور ذبح کرنے والے قصاب کو اس کے ذبح کرنے کے معاوضے میں کچھ بھی نہ دو۔

۱۹۔ کھال کی قیمت اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من باع جلد اضحیۃ فلا اضحیۃ لہٗ (رواہ البیہقی) وکذا فی کشف الغمۃ وکذا فی الدرایۃ

یعنی جو شخص قربانی کا چمڑا بیچ کر اپنے مصرف میں لائے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ چرم قربانی کے مستحق فقراء و مساکین ہیں واضح ہو کہ فقراء و مساکین سے مراد ان کی ذات نہیں ہے بلکہ واقعی حاجت مند لوگ اور تنگ حال مراد ہیں۔ پس اپنے پڑوس میں نظر ڈال کر یہ رقم باغیرت اور واقعی حاجت مند مسکینوں کو دے کر ثواب حاصل کریں۔ اور اسی طرح اپنے مقامات کے چرم قربانی کو ان مدرسوں کے بھی سپرد فرمائیں کہ جن مدرسوں میں قوم کے غریب اور نادار طلبہ علمِ دین حاصل کر رہے ہیں کیونکہ وہی حقیقی معنوں میں قوم کو راہِ راست پر لاتے ہیں۔ پس ایسے مدرسوں پر خرچ کرنا اور چرم قربانی کو ان نادار غریب طالب علموں

کے طور دونوش کے انتظام کے سلسلے میں صرف کرنا ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے جیسا کہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متعدد تصانیف میں اس کی نسبت تصریح فرمائی ہے۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ط

ترجمہ :- پھر جب دونوں (یعنی ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو ماتھے کے بل بچھاڑا) تو ہم کو اُن کی فرمانبرداری نہایت پسند آئی۔ اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام سے پکار کر کہا کہ ابراہیم علیہ السلام تم نے اپنے خواب کو خوب سچ کر دکھایا (اب ہم تم کو بڑے بڑے مراتب دیں گے۔ بلاشبہ نیک بندوں کو ہم ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى، وَالْفَجْرِ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ ۔

ترجمہ :- فجر کی قسم اور دس راتوں کی قسم

مفسرین حضرات نے تحریر فرمایا ہے کہ دس راتیں جن کی بوجہ عظمت و فضیلت اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اسی عشرہ ذالحجہ کی ہیں ۔ یہ وہ دس دن ہیں جن میں اللہ تعالے اپنے بندوں کی عبادت کو باقی ایام سے بڑھ کر قبول فرماتا ہے حتیٰ کہ ارکان خمسہ اسلام میں سے ایک بڑا رکن حج انہی دنوں میں ادا کیا جاتا ہے اور قربانی جو مخصوص عبادات میں شمار ہوتی ہے اسی عشرہ میں ادا کی جاتی ہے اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے ۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذالک بشیء (بخاری)

ترجمہ :- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اعمال صالح اللہ تعالےٰ کو زیادہ محبوب ہو سکتے ہیں جیسا کہ ان دس دنوں میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد بھی اس کے برابر نہیں - ہاں جو شخص گھر سے جان و مال لے کر نکل آیا اور میدان جنگ میں شہید ہو گیا۔ وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام سال میں کوئی دن ایسا نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے تو عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔ اس میں ہر دن کا روزہ سال کے روزے کے برابر ہے اور رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ بھائیو! یہ کتنی خوبیوں اور فضیلت والا عشرہ ہے لیکن اکثر لوگ عبادت سے غافل رہ کر ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

احکام عشرہ ذی الحجہ :- واذکروا اللہ فی ایام معدودات (سورہ بقرہ) یعنی اللہ تعالیٰ کو گنتی کے ایام میں یاد کرو۔ ان گنتی کے دنوں میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں چند دن خاص طور پر ذکر الٰہی کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی وقت میں بالعموم اور نماز کے بعد بالخصوص تکبیریں پڑھنا سنت ہے ایام معدودات میں بڑا اختلاف ہے امام شافعیؒ کا قول ہے کہ یبتدا بالتکبیر من صلوٰۃ الصبح یوم عرفۃ ویختم بہ بعد صلوٰۃ العصر من آخر ایام التشریق۔

ترجمہ :- یوم عرفہ کی صبح سے تکبیریں کہنا شروع کرے اور آخری یوم تشریق کی عصر کو ختم کر دے ذی الحجۃ کی گیارہویں یا بارہویں، تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں۔
(اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد)

الغرض ذی الحجۃ کا اول عشرہ مسلمانوں کے واسطے خدا کی خوشنودی اور رحمت کا پیغام ہے اس میں ہر عبادت کا ثواب دیگر ایام کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

عشرہ ذی الحجۃ میں حجامت وغیرہ کا کیا حکم ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ذی الحجہ کا عشرہ آجائے تو جو شخص تم میں سے قربانی کرنا چاہے۔ وہ اپنے بال اور اپنے جسم پر سے کچھ نہ اتارے اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ذالحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی بھی کرنی چاہتا ہو وہ اپنے بال اور ناخن وغیرہ کچھ نہ اتارے (امام نوویؒ و شارح صحیح مسلم، اس نہی کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ والحکمۃ فی النھی ان یبقی کامل الاجزاء یعتق من النار یعنی جس کا ارادہ قربانی کا ہو اس کو ناخن بال وغیرہ اتارنے کیوں منع ہیں؟ اس لیے منع ہیں کہ وہ آگ سے کامل طور پر آزاد ہو جائے۔

فضیلت قربانی :- قربانی ایک ایسی عبادت ہے کہ اللہ عزوجل کو نہایت پسند اور مقبول ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا محبوب جانتے تھے۔ کہ مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد میں تشریف لانے کے بعد کبھی ترک نہیں کی کما فی الحدیث عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المدینۃ عشر سنین یضحی (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے ہر سال قربانی کرتے تھے۔ اس لیے کہ یوم النحر میں جس قدر اعمالِ خیر ادا کیے جاتے ہیں قربانی ان سب سے افضل ہے عید قربان کے دن بارگاہِ خداوندی میں قربانی سے بڑھ کر پسندیدہ عمل کوئی نہیں۔ خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی قربانی قبول ہو جاتی ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے دن بنی آدم کے جملہ اعمال میں سے سب سے زیادہ عند اللہ محبوب عمل خون گرانا ہے (یعنی قربانی کرنا) اور تحقیق قیامت کے روز قربانی بھی حاضر ہو گی۔ اپنے سینگوں بالوں اور سموں کے سمیت اور تحقیق زمین پر گرنے سے پہلے خون اللہ تعالٰے کے ہاں مقام قبولیت پر واقع ہوتا ہے۔ پس اس بات کے ساتھ اپنے نفس کو خوش کرو، یعنی قربانیاں کثرت سے کرو۔ کیونکہ یہ عبادت بہت جلد قبول ہو جاتی ہے ایک اور حدیث میں وارد ہے۔

ترجمہ:۔ زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کیا چیز ہے یہ ہماری شریعت سے مخصوص ہے یا پہلے بھی کسی شخص نے کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھائی یہ تو تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت تب لوگوں نے پوچھا کہ یہ بتائیے ہمیں بھی اس میں کچھ ثواب ہوگا فرمایا تمہیں ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوف کا بھی ثواب ملتا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی فرمایا۔ سوف کی ایک ایک تار کے بدلہ نیکی ملے گی۔

بقیہ:۔ مقام اُور

ہو چکے تھے وہ جو ایسا کمزور اور لاغر ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا بھی نہ رہا ہو۔

(موطا امام مالک، مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

۶:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے یا بیل کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے اور اسی طرح اونٹ کی قربانی سات[1] آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

(صحیح مسلم، سنن ابی داؤد)

تشریح: بھینس اہلِ عرب کے نزدیک گویا گائے ہی کی ایک قسم ہے جو عرب میں نہیں ہوتی اس لیے اس کا اس حدیث میں الگ ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

(قرنی)

[1] ایک روایت میں ہے کہ دس آدمیوں کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔